نبوت و رسالت کی ضرورت اور رسالت محمدی ﷺ کا ثبوت

(حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے افکار کا مطالعہ)

محمد ہمایوں عباس شمس*

مشرکین مکہ ہوں یا مستشرقین عہد جدید، سب کو الٰہی پیغام کے سمجھنے میں غلطی مقام نبوت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوئی۔ جب بھی نبی کو ایک عام انسان کے درجہ میں رکھ کر سوچا جائے گا تو نبوت کا وہی مقام سامنے آئے گا جو محرف الہامی کتب کے مطالعہ کی روشنی میں سامنے آتا ہے۔ انسان کے بنائے ہوئے قواعد اور تجربہ گاہیں، نبوت کی حقیقت و ماہیت اور مقام وعظمت کا ادراک نہیں کرسکتیں۔ اس کے لیے قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی ہی رہبر و رہنما ہوسکتی ہیں۔ نبوت کے اس تصور کے نتیجہ میں انسان دوست اور انسان ساز تہذیب وجود میں آتی ہے۔ کیونکہ عرفان الٰہی کا انحصار نبوت و رسالت کے صحیح تصور کو مان لینے پر ہے۔ امام رازی نے اس حقیقت کی وضاحت کی ہے کہ نبی جسمانی اور روحانی قوت میں عام انسانوں سے کس طرح مختلف ہوتے ہیں۔(۱)

امام غزالی نے انبیاء کی خصوصیات تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، فرشتوں اور آخرت کے حقائق کو جس طرح جانتا ہے اس طرح کوئی نہیں جانتا۔(۲) ان بلند کمالات کی وجہ سے انبیاء کرام کے اسوہ حسنہ کو مشعل راہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

مغالطہ آفرینی کے دور مختلف رہے ہیں مگر انداز، لب ولہجہ اور اسلوب ہمیشہ ایک رہا ہے۔ دسویں صدی ہجری میں برصغیر میں عقلیت پسندی کی آڑ میں نبوت کو قصہ پارینہ ثابت کیا گیا۔ معجزات نبوی کو محال قرار دیا گیا۔ شق القمر کا انکار اس لیے کیا گیا کہ معیار عقل پر پورا نہ اترتا تھا۔ عربی زبان کو چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت تھی اس لیے اس کا استعمال بھی طبع بادشاہ پر ناگوار گذرنے لگا۔ علمائے سوء نے اپنی تصانیف میں خطبہ لکھنا چھوڑ دیا کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک ہوتا(۳) ان باتوں کو بدایونی کا ملاازم کہہ کر ہم نظر انداز نہیں کرسکتے Smith کے الفاظ قابل مطالعہ ہیں:

> The jesuit letters are full of emphatic expressions showing that both at the time of first mission (1580-3) and that of third mission (1595 to end

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ جی۔سی یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

اس وقت آپ کی عمر ۱۸۔۱۹ سال تھی۔ اس رسالہ میں آپ نے عالمانہ وقار ومتانت سے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ انسان کی رہنمائی کے لیے عقل کافی ہے یا نبوت کی ضرورت ہے۔ ''متکلمانہ اسلوب نگارش'' میں حضرت مجدد کا سیرت النبی پر مختصر اور عمدہ رسالہ ہے، علاوہ ازیں مکاتیب میں مختلف مقامات پر حقیقت نبوت جیسے مضامین کو عام فہم اور صوفیانہ اسلوب میں بیان کیا ہے۔ آپ نے نبوت و رسالت کو انسانیت کے لیے رحمت قرار دیا۔

''انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات تمام جہانوں کے لیے سراسر رحمت ہیں چونکہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان بزرگوں یعنی انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات کی بعثت کے ذریعے ہم ناقص عقل اور کوتاہ علم والوں کو اپنی ذات وصفات کی خبر دی ہے اور ہماری کوتاہ فہمی کے اندازے کے مطابق اپنے ذاتی اور صفاتی کمالات پر اطلاع بخشی ہے اور اپنے پسندیدہ و ناپسند کاموں میں امتیاز قائم کر کے ہمارے دنیوی واخروی منافع اور نقصانات کو ممتاز کر دیا۔ اگر ان بزرگوں (انبیاء) کے وجودِ شریف کا واسطہ درمیان میں نہ ہوتا تو انسانی عقلیں اس صانع تعالیٰ کے اثبات میں عاجز رہ جاتیں اور حق تعالیٰ کے کمالات کا ادراک کرنے میں ناقص وقاصر ہوتیں۔ (۷)

اس مضمون کو ایک دوسرے مکتوب میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

''یہ بعثت انبیاء کا کارنامہ ہے جس نے حق کو باطل سے الگ کیا، بعثت ہی کی وجہ سے غیر مستحق عبادت اور مستحق عبادت حق جل وعلا) کے درمیان تمیز قائم ہے۔ یہ بعثت ہی ہے کہ جس کے ذریعے حق جل وعلا کے راستے کی طرف دعوت دی جاتی ہے جو بندوں کو مولیٰ جل سلطانہ کے قریب اور وصل کی سعادت تک پہنچاتی ہے'' ...... اس کے اختتام پر فرماتے ہیں ''فوائد بعثت بسیار است پس مقرر شد کہ بعثت انبیاء رحمت است''۔ (۸)

عرفان الٰہی کے لیے عقل کی نارسائی اور ناقص ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مختصر یہ کہ عقل اس دولت عظمیٰ (توحید) کے اثبات میں قاصر ہے اور اس دولت خانہ (توحید) کی طرف ان ہستیوں کی رہنمائی کے بغیر راستہ نہیں مل سکتا اور ان انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی پے درپے تشریف آوری کی وجہ سے ان کی دعوت الی اللہ جو خالق زمین وزماں کی طرف دعوت ہے، شہرت حاصل کر گئی اور ان بزرگوں (یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا کلمہ بلند ہو گیا پھر ہر زمانے کے کم عقل جو صانع حقیقی کے ثبوت میں شک وتردّد رکھتے تھے اپنی برائی اور بداعتقادی پر مطلع ہو کر بے اختیار صانع حقیقی کے وجود کے قائل اور تمام اشیاء کو اس ذات عالی کے ساتھ منسوب کرنے لگے۔ یہ ایسی روشنی ہے

ہلاکتوں میں پڑیں گے، کیونکہ اس مدت میں بسا اوقات ایسی دوائیں استعمال کریں گے جو مہلک ہوں اور انہیں اس کا علم نہ ہو چنانچہ ہلاک ہو جائیں گے۔ مزید برآں ان امور میں مشغول ہونا نفس کو مشقت میں ڈالنے ،ضروری صنعتوں کے تعطل اور مصالح معاش سے بے توجہی کا سبب ہوگا۔ جب وہ اس کو طبیب سے اخذ کریں گے تو ان کا بوجھ ہلکا ہوگا اور اس سے نفع حاصل کریں گے اور ان مضرتوں سے محفوظ رہیں گے۔ پس جس طرح امور مذکورہ کی معرفت کے امکان کی بنا پر طبیب سے بے نیازی کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا اسی طرح تکالیف اور افعال کے احوال کی معرفت کے امکان کی بنا پر نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں عقل کے تامل کی وجہ سے مبعوث کیے جانے والے سے بے نیازی ہے، یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے جبکہ نبی وہ چیز جانتے ہیں کہ اس کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی جانب سے ہوتا ہے، بخلاف طبیب کے، کہ محض فکر و تجربے کے ذریعے ان تمام امور کی طرف پہنچنا ممکن ہے جو کہ وہ جانتا ہے۔ پس جب طبیب سے استغناء نہیں ہو سکتا تو نبی سے تو بدرجہ اولیٰ مستغنی نہیں ہو سکتا۔ (۱۱)

عقل کے ان چیزوں کے ادراک سے عاجز آنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ طریقہ نبوت، طریقہ عقل سے بلند و بالا ہے۔ (۱۲) یہ لولی لنگڑی ہے اور حدوث کے داغ سے داغدار ہے اس لیے یہ اندازہ نہیں کر سکتی ہے کہ فلاں چیز بارگاہ قدس کے مناسب ہے یا نہیں۔ (۱۳)

عقل کے ناقص ہونے سے متعلقہ ان عبارات کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ آپ عقل انسانی کو اہمیت نہیں دیتے۔ آپ عقل کی مسلمہ عظمت وسطوت کے بھی قائل ہیں مگر اسے مرتبہ کمال بلوغ تک پہنچی ہوئی نہیں مانتے آپ لکھتے ہیں:

> ''عقل ہر چند حجت است امادر حجیت ناتمام است وبمرتبۂ بلوغ نرسیدہ حجۃ بالغہ بعثت انبیاء است'' (۱۴)

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت اور عظیم رحمت ہیں کہ انسان اس نعمت و احسان کا شکر ادا ہی نہیں کر سکتا۔

انبیاء کے ان احسانات کی وجہ سے آپ لکھتے ہیں:

> ''ہمارے پاس وہ اعضاء نہیں کہ ہم اللہ کی اس نعمت عظمیٰ (بعثت انبیاء) کا شکر اعمال حسنہ کے ذریعے ادا کر سکیں''۔ (۱۴۔الف)

مکتوباتِ امامِ ربانی میں ''یونانی عقلیات'' سے متاثرہ ان افراد پر کڑی تنقید کی گئی ہے۔ آپ نے ان لوگوں پر حیرت کا اظہار کیا ہے جو ان فلاسفہ کو حکماء کہتے ہیں اور ان کو حکمت سے منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ اکثر

میں ایک دوسرے کے برخلاف احکام نسخ وتبدیل کے طور پر وارد ہوئے ہیں۔

اور ان بزرگوں (انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے متفقہ فرمودات میں سے چند یہ ہیں:......حق تعالیٰ سبحانہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا......حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا......مخلوق میں کسی کو اپنا رب نہ بنانا...... یہ (یعنی نفی عبادت غیر حق) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہی مخصوص ہے ان (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے متبعین کے علاوہ اور لوگ اس دولت سے مشرف نہیں ہوئے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی نے بھی اس قسم کے کلمات نہیں کہے ہیں۔

منکرین نبوت اگرچہ اللہ تعالیٰ کو واحد (ایک) کہتے ہیں لیکن ان کا حال دو باتوں سے خالی نہیں یا تو وہ اہل اسلام کی تقلید کرتے ہیں یا واجب الوجود ہونے میں تو اس کو واحد مانتے ہیں لیکن استحقاق عبادت میں (واحد) نہیں مانتے...... اور اہل اسلام کے نزدیک حق سبحانہ وتعالیٰ واجب الوجود ہونے میں بھی واحد ہے اور عبادت کا مستحق ہونے میں بھی......کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے مراد جھوٹے خداؤں کی عبادت کی نفی کرنا اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کا ثابت کرنا ہے۔

اور دوسری بات جو ان بزرگوں (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ مخصوص ہے وہ یہ ہے کہ وہ سب اپنے آپ کو دیگر لوگوں کی طرح بشر (انسان) جانتے ہیں اور عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں اور لوگوں کو اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس (حق تعالیٰ) کو مخلوق میں حلول کرنے اور مخلوق کے ساتھ اتحاد سے پاک بتاتے ہیں......لیکن نبوت کا انکار کرنے والے لوگ ایسے نہیں ہیں بلکہ ان کے سردار اپنی خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے اندر حلول کیا ہوا ثابت کرتے ہیں اور عبادت کا حق دار ہونے اور معبود (الہ) ہونے کا اپنے اوپر اطلاق کرنے سے اجتناب نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ وہ بندگی سے پاؤں باہر نکال کر برے افعال میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور (ان برے افعال کو) مباح جاننے کا راستہ ان پر کشادہ ہو جاتا ہے اور وہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ یہ (باطل) معبودوں کے لیے کوئی چیز منع نہیں ہے اور (یہ باطل معبود) جو کچھ کہتے ہیں وہ اس کو درست جانتے ہیں اور وہ جو کچھ کرتے ہیں یہ اس کو مباح سمجھتے ہیں، یہ لوگ خود بھی گمراہ ہو گئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا پس ان کے لیے اور ان کے متبعین و پیروکاروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ایک اور بات جس پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام متفق ہیں اور ان منکروں کو اس دولت سے کچھ نصیب نہیں، یہ ہے کہ فرشتے جو مطلق (بالکل) معصوم ہیں اور کسی قسم کا تعلق و آلودگی نہیں رکھتے یہ حضرات ان کے نازل ہونے کے قائل ہیں اور ان (فرشتوں) کو (اللہ تعالیٰ کی) وحی کے امین اور کلام الٰہی کے پہنچانے والے جانتے ہیں۔

التحیات اکملھا وآن سعادت راوسیلہ نجات اخروی خود سازد نہ آنکہ مداحی او علیہ الصلوۃ والتحیۃ نماید بلکہ مقولہ خود بآن ستاید

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحمداًﷺ بِمقَالَتِی

لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتی بمحمدٍ ﷺ(٢٢)

سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بے سروسامان فقیر اس (شیخ فرید کے خط) کے جواب میں کیا لکھے سوائے اس کے کہ آپ کے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "جو خیر العرب ہیں" کے فضائل ماثورہ سے چند جملے عربی عبارت میں تحریر کرے۔اور اس سعادت نامہ کو اپنی آخرت کی نجات کا وسیلہ بنائے۔

نبوت محمدی کے ثبوت کے لیے امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جس طرح توحید کا ثبوت بدیہی ہے اسی طرح رسالت محمد کا ثبوت بھی بدیہی ہے۔آپ لکھتے ہیں: "وجود باری تعالیٰ و تقدس وہمچنین وحدت او رسجانہ بلکہ نبوت محمد رسول اللہ علیہ وسلم بلکہ جمیع ماجاء بہ من عنداللہ بدیھی اند بر تقدیر سلامتی مدرکہ از آفات ردیۃ وامراض معنویہ محتاج بھیج فکر و دلیل نیستند" (٢٣) مگر متکلمین کے اسلوب پر آپ نے رسالت محمدی کے ثبوت کے مختلف ذرائع تحریر فرمائے۔

نبوت محمدی کا ثبوت کا پہلا طریقہ:

اس طریقہ کو اثبات النبوۃ میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے بیان کیا ہے مگر خلاصہ یہ ہے۔

(i) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ نبوت تواتر سے ثابت ہے۔

(ii) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزات کا ظہور ہوا اور قرآن معجزہ عظمیٰ ہے۔

(iii) اعلان نبوت سے قبل اور بعد کی حیات مبارکہ

(iv) غلبہ دین (٢٤)

دوسرا طریقہ:

دوسرا طریقہ جاحظ معتزلی اور امام غزالی کا بیان کردہ ہے اس کی تفصیلات ان الفاظ میں بیان فرمائیں۔

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اثبات کا دوسرا طریقہ جسے جاحظ معتزلی اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے پسند فرمایا اور امام غزالی کے مذکورہ سابق کلام سے سمجھا جاتا ہے یعنی نبوت سے قبل، دعوت کے وقت اتمام دعوت کے وقت کے احوال آپ کے اخلاق عظیمہ اور ابطال باطل کے لیے پر حکمت احکام واقدامات سے استدلال کیا جائے یعنی دنیا و دین کی کسی مہم میں کبھی بھی جھوٹ نہ بولنا اگر

آپ کے سبب احوال تبدیل ہو جاتے۔

تیسرا طریقہ:

اسے امام رازی نے اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی قوم میں دعویٰ نبوت کیا جن میں کتاب وحکمت نہیں تھی بلکہ وہ حق سے روگردان تھے۔ وہ یا تو بتوں کی عبادت پر معتکف تھے مثلاً مشرکین عرب، یا دین تشبیہ صنعت تلبیس وتزویداور افتراءات واکاذیب کی ترویج پر قائم تھے مثلاً یہودی یا وہ دوخدا مانتے تھے اور محارم کے ساتھ نکاح روا رکھتے تھے جیسا کہ مجوس۔ یااب ابن اور تثلیث کے قائل تھے جیسا کہ نصاری۔

آپ نے دعویٰ نبوت کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن کتاب اور کامل حکمت کے ساتھ بھیجا گیا ہے تا کہ میں مکارم اخلاق مکمل کر دوں اور لوگوں کی قوت علمیہ کو عقائد حقہ سے اور قوت عملیہ کو اعمال صالحہ کے ساتھ مکمل کر دوں اور ایمان وعمل صالح کے ذریعے سارا جہاں منور کر دوں پھر آپ نے ایسا کر دکھایا اور وعدہ ربانی کے مطابق آپ کا دین تمام دینوں پر غالب آ گیا اور تمام باطل دین مضمحل (ناپید) ہو گئے اور فاسد مقالات زائل ہو گئے آفاق عالم میں توحید کے سورج تنزیہہ کے چاند چمکنے اور دمکنے لگے اور نبوت کا یہی مطلب ومفہوم ہے کیونکہ نبی نفوس بشریہ کی تکمیل اور امراض قلبیہ جو اکثر مخلوق پر غالب رہتی ہیں، کا علاج کرتا ہے لہٰذا ان کو طبیب اور معالج کی ضرورت ہوتی ہے اور جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیمار دلوں اور دلوں کی تاریکیوں کے زوال میں دعوت اتم واکمل تھی تو آپ کی نبوت کا یقین کرنا فرض ہو گیا اور آپ افضل الانبیاء والرسل ٹھہرے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی جمیع الانبیاء وسلم امام رازی مطالب عالیہ میں فرماتے ہیں: یہ برہان ظاہر برہان لمی ہے ہم نے حقیقت نبوت کے متعلق گفتگو کی اور یہ بیان کہ یہ کیفیت جس طرح آپ کو حاصل تھی کسی اور کو حاصل نہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء ورسل سے افضل ہیں اور معجزہ کے ساتھ آپ کی نبوت کا اثبات برہان اِنّی ہے اور اثبات نبوت میں یہ صورت طریقہ حکماء کے قریب ہے کیونکہ اس کا حاصل یہی ہے کہ لوگ اپنے معاش ومعاد میں کسی موید من اللہ ذات کے محتاج ہیں جو ان کے لیے ایسا ضابطہ اخلاق مقرر فرمائے جو انہیں دنیا وآخرت میں مسعود کر دے۔(۲۹)

چوتھا طریقہ:

یہ طریقہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا علماء وحکماء کے اقوال کی روشنی میں اخذ کردہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

تم نے اپنے تجربہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اصحاب تجربہ کی باتیں سن کر تقلید کی ہے تو اس طرح اقوال

حوالہ جات وحواشی

(۱) رازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیۃ بیروت، جلد۳، ص:۱۹۹۔۲۰۰

(۲) العسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، جلد۱۲، ص:۳۶۶

(۳) یہ تفصیلات ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ کے مختلف صفحات پر دی ہیں۔

(4) Smith, vincent A, Akbar the great Mughat, S.chand and Co.Lucknow, 1962, p.14

(۵) محدث دہلوی، شیخ عبدالحق، مدارج النبوت، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء جلد اول، ص:۳

(۶) یہ مختصر سا رسالہ اپنے مضامین کے اعتبار سے بہت اہم ہے ۹۹۰ھ میں یہ لکھا گیا اس تحریر کا پس منظر جو آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ اس زمانہ کے احوال کے لیے کافی ہے۔ اگر بدایونی کی تحریریں دستیاب نہ بھی ہوتیں تو بھی یہ رسالہ نبوت کے حوالے سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کا اندازہ لگانے کے لیے کافی تھا۔ اس کے متعدد اردو ترجمے ہو چکے ہیں۔

(۷) مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم مکتوب:۲۳

(۸) ایضاً دفتر دفتر اول، مکتوب:۲۶۶

(۹) ایضاً دفتر سوم مکتوب:۲۳

(۱۰) ایضاً

(۱۱) سرہندی، شیخ احمد، اثبات النبوۃ، ادارہ مجددیہ کراچی، ص:۳۳۔۳۴

(۱۲) مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب:۲۳

(۱۳) ایضاً دفتر اول، مکتوب ۲۶۶

(۱۴) ایضاً، (۱۴۔الف) دفتر اول، مکتوب ۲۶۹

(۱۵) دفتر سوم، مکتوب:۲۳

(۱۶) دفتر اول، مکتوب:۲۶۶

(۱۷) دفتر سوم، مکتوب:۲۳

(۱۸) دفتر اول، مکتوب:۲۳

(۱۹) حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تحقیق

''یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر دوڑاتا ہے تو کوئی ایسا خطہ زمین نہیں پاتا جہاں ہمارے پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو، بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کی دعوت کا نور آفتاب کی طرح